رمضان میں توحید کے مظاہر

فضیلۃ الشیخ محمد بن غالب العمری حفظہ اللہ

(تلمیذ المشایخ مقبل بن ہادی، ربیع المدخلی، عبدالمحسن العباد، محمد بن ہادی، عبداللہ البخاری)

ترجمہ وتبویب: طارق علی بروہی

مصدر: میراث الانبیاء ریڈیو پر 4 رمضان، 1434ھ میں دیا گیا ایک درس۔

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: 102)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہر گز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: 1)

(اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے) سے بھی (بچو)، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے)

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: 70-71)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو، وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کرلی، بہت بڑی کامیابی)

فَإِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ، وبعد:

مجھے انتہائی مسرت ہورہی ہے کہ اس رات یعنی رمضان کی پانچویں رات کو ہماری یہ ملاقات ہورہی ہے سن 1434ھ میں، جو ان ملاقاتوں اور دروس کا سلسلہ ہے جس کا انعقاد میراث الانبیاء ویب سائٹ نے کیا ہے، اللہ تعالی اسے چلانے والے تمام ساتھیوں کو اس چیز کی توفیق دیتا رہے جسے وہ پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے۔

توحید سے متعلق کلام کرنا اور اس توحید کا اس عظیم مہینے میں روزوں پر کیا اثر ہوتا ہے، کچھ امور سے واضح ہوتا ہے۔ لیکن قبل اس سے کہ ہم اس میں توحید کی نشانیاں ذکر کریں یا اس کے آثار، ضروری ہے کہ ہم کچھ توحید کی فضیلت بیان کریں، یعنی توحید باری تعالی اور عبادت میں اسے اکیلا قرار دینا۔

توحید کی اہمیت، فضائل اور اس کی قدر ومنزلت

پس توحید کی عظیم وجلیل قدر ومنزلت ہے۔ اور اس عظیم منزلت کو بیان کرنے کے تعلق سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں بہت سے نصوص آئے ہیں۔

توحید وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالی نے بندوں کو پیدا فرمایا ہے

چناچہ توحید وہ پہلی چیز ہے جس فطرت پر اللہ تعالی نے بندے کو پیدا فرمایا ہے، کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالی نے لوگوں کو فطرت اسلام پر پیدا فرمایا ہے، اور یہی توحید کی حقیقت ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

”كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ“[1]

(ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی، یا مجوسی بنادیتے ہیں)۔

یہ نہیں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحیح حدیث میں کہ وہ اسے مسلمان بنادیتے ہیں، کیونکہ بے شک وہ فطرت جس پر اللہ تعالی نے لوگوں کو پیدا فرمایا یہی فطرت اسلام ہی ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے کہ:

”الإستسلام لله بالتوحيد، والإنقياد له بالطاعة، والبراءة من الشرك وأهله“

(توحید کے ذریعہ اللہ تعالی کے لئے مکمل سر تسلیم خم کرنا، اور اطاعت گزاری کے ذریعہ مکمل انقیاد کرنا، اور شرک و مشرکین سے برأت کا اظہار کرنا)۔

توحید اسلام کا پہلا رکن ہے

اسی طرح سے یہ وہ اول عہد ہے جو اللہ تعالی نے بنی آدم کے لوگوں سے لیا کہ وہ اسی کی عبادت کریں گے۔ اسی طرح سے ارکان اسلام میں سے بھی یہ پہلا رکن ہے، جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث میں ہے:

”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“[2]

(اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ 1-شہادتین کا اقرار، 2- نماز قائم کرنا، 3- زکوۃ ادا کرنا، 4- حج اور 5- رمضان کے روزے)۔

لہذا یہ اسلام کا پہلا رکن ہے، کسی بندے کا اسلام بغیر توحید کے قائم ہی نہیں رہ سکتا کہ وہ شہادت کا اقرار کرے، اور جو بات اس شہادت کو متضمن ہے اس کا اقرار کرے یعنی اللہ تعالی کو عبادت میں اکیلا جاننا۔

---

[1] البخاري الجنائز (1292) ، مسلم القدر (2658) ، أبو داود السنة (4714) ، أحمد (233/2، 481/2) ، مالك الجنائز (569).

[2] بخاری الایمان 8، مسلم الایمان 16، ترمذی الایمان 2609، نسائی الایمان وشرائعہ 5001، احمد 2/93۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ بخاری کتاب الایمان، باب 2، رقم 8، 1/69، مسلم، کتاب الایمان باب 5، رقم 12، 1/130۔

توحید ایمان کا بھی پہلا رکن ہے

اسی طرح سے توحید ارکان ایمان میں سے بھی پہلے نمبر پر ہے، اور وہ ہے اللہ تعالی پر ایمان لانا۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان لانے میں چار باتیں آتی ہیں:

1- اس کے وجود پر ایمان۔

2- اس کی ربوبیت پر ایمان۔

3- اس کی الوہیت پر ایمان، یعنی وہی اکیلا ہر عبادت کا مستحق ہے۔

4- اس کے اسماء وصفات پر ایمان۔

توحید بندے پر پہلا واجب اور تمام رسولوں کی سب سے پہلی دعوت ہے

اسی طرح سے توحید بندے پر سب سے پہلا واجب ہے، کہ وہ اللہ تعالی کو اکیلا قرار دیں۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوت کے لیے روانہ فرماتے تو وصیت فرماتے کہ وہ سب سے پہلی چیز جس سے وہ آغاز کریں توحید کی جانب دعوت ہو، جیسا کہ الصحیح میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے کہ جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

”فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ۔وفی روایة: إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ“[3]

(انہیں سب سے پہلے لا الہ اِلا اللہ کی گواہی دینے کی طرف دعوت دو، دوسری روایت میں ہے: انہیں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دو)۔

اور یہی تمام رسولوں کی سب سے پہلی دعوت ہوا کرتی تھی، کوئی بھی رسول اپنی قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا مگر اس نے ان سے یہی کہا کہ:

﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (الاعراف: 59)

---

[3] أخرجه البخاري، 64-كتاب المغازي،60-باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع،حديث(4347) و97-كتاب التوحيد، 1- باب ما جاء في دعاء النبي -ﷺ- إلى توحيد الله تبارك وتعالى،حديث(7372)۔

(اللہ تعالی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں)

اللہ تعالی کی عبادت، اور عبادت میں اسے اکیلا قرار دینا ہی توحید ہے۔

قرآن کریم کا پہلا حکم توحید ہے

اور اللہ کی کتاب میں جو سب سے پہلا حکم ہوا جب قاری قرآن شروع سے پڑھتا ہے تو جس پہلے حکم سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرۃ: 21)

(اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے)

فرمایا: ﴿اعْبُدُوا رَبَّكُمُ﴾ یعنی اسے عبادت میں واحد قرار دو، پس عبادت میں سے کوئی بھی چیز کسی غیر اللہ کے لیے ادا نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ جو توحید کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے لیے بہت سے فضائل دنیا وآخرت میں بیان ہوئے ہیں۔

اہل توحید پر ہمیشگی والی جہنم کی آگ حرام ہے

پس توحید پرست شخص آگ پر حرام ہے، وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں نہیں رہ سکتا، یہاں تک کہ اگر وہ اپنے گناہوں کے حساب وپاداش میں شروعات میں جہنم میں گیا بھی تو اپنے جرم کے بقدر سزا پا کر اپنی توحید کے ذریعے خلاصی حاصل کرلے گا۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے کہ:

”فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ“[4]

(پس بے شک اللہ تعالی نے آگ (جہنم) کو اس شخص پر حرام کردیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کے ذریعے سے وہ اللہ تعالی کے چہرے اور رضا کا طالب تھا)۔

اسی طرح صحیحین ہی میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ:

---

[4] البخاري كتاب المساجد باب المساجد في البيوت .

”مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ“[5]

(جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ تو اللہ تعالی اس کو (دوزخ کی آگ پر حرام کردیتا ہے)۔

پس یہ نجات دلانے والا ہے، توحید کا معاملہ اور کلمۂ توحید اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے نجات دلاتا ہے اگر وہ اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوتا ہے جیسے اللہ کے لیے اخلاص، اس کی عبادت کرنا اور شرک کو ترک کرنا، اور جو بھی چیز توحید میں قدغن کا باعث ہو، تو یہ بلاشبہ اس کے لیے نجات کا سبب ہے۔

توحید گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

اسی طرح سے اللہ تعالی سے توحید کے ذریعے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے، جیسا کہ سنن میں موجود حدیث میں آیا ہے، جو کہ صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً“[6]

(اللہ تعالی فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لائے پھر اس حال میں تو مجھ سے ملاقات کرے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں ضرور اسی قدر تیرے لیے مغفرت لے کر آؤں گا)۔

چناچہ یہ توحید کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح کہ جو ایسا گنہگار و نافرمان ہو جو توبہ کیے بغیر اس دنیا سے چلا گیا، تو وہ بروز قیامت اللہ تعالی کی مشیئت کے تحت ہوگا چاہے تو وہ اسے بخش دے گا اور درگزر فرمائے گا، اور چاہے گا تو عذاب دے گا، اور اگر عذاب دیا بھی تو وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں نہیں رہے گا جبکہ اس کے پاس توحید تھی۔

---

[5] البخاري كتاب العلم باب من خص بالعلم قوماً دون قوم كراهية ألا يفهموا .

[6] یہ حدیث اپنے شواہد کے اعتبار سے حسن ہے۔ اسے ترمذی 3540 نے روایت کیا اور ان کی سند میں کثیر بن فائد ہے جو کہ مجہول الحال ہے لیکن اس کا ایک صحیح شاہد سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو کہ صحیح مسلم ج 4 رقم 2687 میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: ”وَمَنْ لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَقِيتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً“۔

دنیا وآخرت میں مکمل امن کی ضمانت توحید ہے

اسی طرح سے مکمل امن دنیا و آخرت میں اہل توحید کے لیے ہے۔ لہذا جو بھی بندوں کے امن وامان میں کمزوری آتی ہے اور جن آزمائشوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو بلاشبہ ان کے عظیم ترین اسباب میں سے توحید کو ترک کرنا اور اللہ تعالی کے حکم میں کوتاہی کا شکار ہونا ہے۔

اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام: 82)

(وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں)

سنت میں اس ظلم کی تفسیر آئی ہے کہ اس سے مراد شرک ہے۔ لہذا معنی ہوا کہ:

(وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کی، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں)۔

لہذا امن کی نعمت، اسی طرح سے ہدایت وتوفیق کی نعمت ان اہل توحید کے لیے ہے جو اللہ تعالی کو عبادت میں اکیلا قرار دیتے ہیں۔

شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ حقدار اہل توحید ہوں گے

اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سب سے زیادہ حقدار اہل توحید ہوں گے (اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں بھی یہ شفاعت نصیب فرمائے)، جیسا کہ الصحیح میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

”أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ“[7]

(بروز قیامت سب سے بڑھ کر میری شفاعت کی سعادت اسے حاصل ہوگی جس نے اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ

[7] البخاري كتاب العلم باب الحرص على الحديث .

کہا ہو گا)۔

اور یہ توحید کی عظمت کی وجہ سے ہے کہ انسان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی عمل جب تک وہ توحید والا نہ ہو، پس توحید اعمال کی قبولیت کے لیے اولین شرط ہے، لہذا مشرک یا کافر کا کوئی عمل قبول نہیں، ہو سکتا ہے دنیا میں اسے کچھ بدلہ مل جائے، لیکن آخرت میں تو اس کا کچھ بھی حصہ نہیں۔

توحید کے فضائل، اس پر مضبوطی سے جمے رہنے والوں کی آخرت میں جزاء، اور جو کچھ دنیا میں انہیں نعمتیں اور امن و سکون حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والے اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں، اور یہی اللہ والے اور اللہ کی ولایت کے مستحق ہوتے ہیں، ان کے تعلق سے ان جملوں کے بعد عرض ہے کہ۔۔۔

مومن کی ہر عبادت میں توحید کار فرما ہوتی ہے

دراصل توحید کسی بندے سے کبھی جدا نہیں ہوتی وہ کوئی بھی عمل کرے، تو وہ دراصل توحید کو قائم کر رہا ہوتا ہے جو کہ عبادت کی اصل ہے، اور اللہ تعالی کو عبادت میں اکیلا قرار دینا اور اللہ تعالی سے شرک کی نفی کرنا ہوتا ہے اپنے قول یا فعل سے، یا پھر وہ توحید کے واجب یا مستحب مکملات کی ادائیگی کر رہا ہوتا ہے۔ جب بندے کو واقعی اس بات کا شعور حاصل ہو تو اس سے کوئی بھی عمل صادر نہ ہو گا، نہ وہ کسی عمل کے لیے پیش قدمی کرے گا مگر ضرور وہ اس عمل میں توحید کے بارے میں شعور رکھتا ہو گا۔ کیونکہ وہ اسے ادا کر ہی نہیں رہا مگر اللہ تعالی کی اطاعت میں اس کی توحید کی خاطر، پس اللہ تعالی کا قول ہی مقدم ہے، اس کا امر ہی لائق پیروی ہے، اور اللہ تعالی کے امر ہی میں سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا ہے۔

رمضان اور روزوں میں پائے جانے والے مظاہرِ توحید

پس جو روزے ہیں، یعنی رمضان کے روزے، ان عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر فرض قرار دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾(البقرۃ: 183)

(اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا (فرض کر دیا) گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو)

پس یہ ایک عبادت ہے۔ لہذا ہمارے لیے ممکن ہے کہ ہم اس فضیلت والے مہینے رمضان میں پائی جانے والی توحید کی نشانیاں یا اس کے مظاہر بیان کریں، جو کہ مختلف پہلوؤں سے بیان کیے جاسکتے ہیں:

روزہ اور اخلاص

1- بے شک روزہ ایک عبادت ہے، اور روزے دار کا اسے صحیح طور پر ادا کرنا اللہ تعالی کی توحید کی دلیل ہے۔ روزہ عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے جو اللہ تعالی کے لیے خالص ہونی چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ کوئی بھی عمل جس کے ذریعے سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے، اس میں دو شرطوں کا پایا جانا لازمی ہے:

اللہ تعالی کے لیے اخلاص۔

اس عمل میں رسول اللہ ﷺ کی متابعت۔

روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ یہ اس کی عبادت ہے حالانکہ ساری ہی عبادات اسی کی ہیں، لیکن عنقریب اس کا بیان آئے گا کہ یہ کہنے میں آخر کیا راز ہے، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے تحت کہ جو حدیث قدسی ہے جو وہ اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ بندہ اس کی خاطر اپنا کھانا، پینا اور شہوات چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے:

”الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ“[8]

(روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا)۔

چناچہ روزہ عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے، اور ہر عبادت اللہ تعالی ہی کے لیے ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالی نے فرمایا:

”إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ“

(سوائے روزے کے کیونکہ وہ بے شک میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا)۔

---

[8] صحیح بخاری 7492، صحیح مسلم 1153۔

ساتھ ہی اس حدیث میں جو روزے کے دیگر فضائل ذکر ہوئے ہیں، یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’اللہ تعالی کا یہ قول ہی روزے دار کی تمام عبادات پر فضیلت ہونے کے لیے کافی ہے کہ: سوائے روزے کے کیونکہ وہ بے شک میرے لیے ہے‘‘۔

لیکن اللہ تعالی کا حدیث قدسی میں یہ فرمانا کہ:

’’سوائے روزے کے کیونکہ وہ بے شک میرے لیے ہے‘‘۔

حالانکہ باقی تمام عبادات بھی صرف اسی کے لیے ہیں، اس کے معنی کے متعلق متعدد اقوال حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر فرمائے ہیں۔

☆ کہا گیا کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں ریاء کاری واقع نہیں ہوتی، تو یہ اللہ تعالی کے لیے خالص ہوتا ہے، کیونکہ کوئی بھی بدنی عبادت ہو یا مالی عبادت ہو یا ان جیسی کوئی بھی عبادت ہو اس میں انسان سے دکھلاوا ہو سکتا ہے بر خلاف روزے کے۔ یہ معنی سلف کی ایک جماعت سے ذکر ہوا ہے کہ روزے میں ریاء کاری ظاہر نہیں ہوتی، کیونکہ انسان سے اس کی روزے کی حالت ظاہر نہیں ہوتی، بر خلاف نماز یا زکوۃ یا ان جیسی عبادات کے۔

☆ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالی اکیلے ہی کو اس کے ثواب کی مقدار کا معلوم ہے، اور اس میں نیکیاں کتنے گنا بڑھتی ہیں۔ جیسا کہ یہ بات معلوم ہے کہ نیکیاں دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھتی ہیں، سوائے روزے کے کیونکہ اللہ تعالی ہی اس کی جزاء دے گا۔

☆ یہ بھی کہا گیا کہ کوئی بھی عبادت ہو اس کے ثواب کا ذکر آیا ہے، لیکن یہ اللہ تعالی کی ایسی عبادت ہے کہ وہی جیسا چاہے گا اس کا ثواب عطاء فرمائے گا۔

چناچہ اس عبادت میں اللہ تعالی کی توحید کا اظہار ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے لیے اخلاص اپناتا ہے، اسے اور اس کی توحید کو اس عبادت میں قائم رکھ کر۔ اور یہ اس کی منزلت ہے یعنی روزے کی قدرو منزلت کہ اللہ تعالی روزے کے بدلے اس کی نیکیوں میں بے پناہ اضافہ فرماتا ہے، کیونکہ روزے کی بہت عظیم قدرو منزلت ہے، اور یہ بہترین عبادات میں سے ہے۔ امام ابن القیم

رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ اس لیے کیونکہ بندہ اس میں نفس کو قابو میں رکھ کر صبر کرتا ہے اور اسے شہوات سے روکتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

”يَدَعُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي“[9]

(وہ میری خاطر اپنا کھانا، پینا اور شہوت چھوڑ دیتا ہے)۔

اور فرمایا: اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب افضل ترین اعمال کا پوچھا گیا تو فرمایا:

”عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ“[10]

(تمہیں روزے کو لازم پکڑنا چاہیے، کیونکہ اس کی برابری کا کوئی (عمل) نہیں)۔

اور جب صبر نام ہے اپنی نفس کو خواہش نفس کے داعیہ سے روکے رکھنے گا، تو یہی روزے کی حقیقت ہے۔ کہ روزہ نام ہے اپنے نفس کو کھانے، پینے اور جماع کی خواہشات کے داعیہ سے روکے رکھنا۔ اور صبر کی تفسیر بھی اس سے کی گئی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

﴿اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ: 153)

(صبر اور نماز سے مدد چاہو)

یہاں صبر کی تفسیر روزے سے بھی کی گئی ہے۔ اور یہ سلف کی ایک جماعت کا قول ہے، اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہ:

(صبر اور نماز سے مدد چاہو)

یہاں صبر سے مراد روزہ ہے“۔ اھ

روزے میں دعاء اور توحید

---

[9] مندرجہ بالا حدیث ہی کا ٹکڑا ہے۔

[10] اسے امام النسائی نے اپنی سنن الصغری 2222 میں روایت فرمایا اور شیخ البانی نے صحیح النسائی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

2-اسی طرح توحید کے مظاہر میں سے ہے کہ اس میں اللہ تعالی کو دعاء کے ساتھ اکیلا قرار دیا جاتا ہے، اور توحید کے باب میں دعاء کا مقام بہت عظیم ہے جس پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ:

”الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ“[11]

(دعاء ہی عبادت ہے)۔

حالانکہ عبادت کی تو مختلف انواع واقسام اور بہت سی صورتیں ہیں۔ لیکن یہ دعاء کی قدرومنزلت پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کتنا عظیم مقام ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دعاء کو قبول فرماتا ہے خواہ وہ دعاء، دعائے عبادت ہو یا دعائے مسألہ (جس میں کچھ مانگا جاتا ہے) ہو۔ پس دعاء کا اپنی دونوں انواع کے ساتھ اللہ تعالی کے سوا کوئی مستحق نہیں، اور اس نے اپنے بندوں سے دعاء کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے، اور اس پر اجر بھی عطاء فرماتا ہے، وہ سبحانہ وتعالی کریم اور وہاب ہے، فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾

(غافر: 60)

(اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے)

”اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھے پکارو“ حالانکہ وہ غنی ہے سبحانہ وتعالی، اس کے باوجود وہ اپنے بندوں سے مطالبہ فرماتا ہے کہ وہ اسے پکاریں، اور وہ کریم ہے اور فضل وکرم سے نوازنے والا ہے۔

اور اللہ عزوجل نے (آیات صیام کے درمیان میں ہی) فرمایا:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرۃ: 186)

(اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں بہت ہی قریب ہوں، میں پکارنے والے کی

---

[11] اسے امام الترمذی نے اپنی سنن 2969 میں روایت فرمایا اور شیخ البانی نے صحیح الترمذی 3247 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

دعاء قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تولازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں)

اللہ تعالی کے سوا آخر وہ کون ہے جو انسان کی دعاء قبول کرتا ہے جب تمام راستے اس پر بند ہو جاتے ہیں، اور حالات تنگی کی طرف دھکیل کر مجبور کر دیتے ہیں؟ اور کون ہے جو لاچار و بے کس کی دادرسی فرماتا ہے جب وہ اپنی مشکل کشائی چاہے، اور تمام غم وہم کو دور فرمادیتا ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭقَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾

(النمل: 62)

(یا وہ جو لاچار کی دعاء قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور فرمادیتا ہے، اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود حقیقی ہے؟ بہت کم تم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو)

دعاء کی بڑی عظیم منزلت ہے، اور یہ توحید کے ان عظیم ابواب میں سے ہے جن میں اللہ تعالی عبادت کے ساتھ یکتا و منفرد ہے۔ رمضان میں تو یہ مظہر بہت سے مواقع پر بالکل واضح اور جلی ہوتا ہے، جن میں سے بعض خصوصی طور پر یا جن کے بارے میں دلیل آئی ہے اس ماہ رمضان کے ساتھ یا روزوں کے ساتھ خاص ہیں اور بعض عمومی طور پر ہیں۔ جو عمومی طور پر ہیں جیسے صبح وشام کے اذکار، نماز کے بعد کے اذکار، جو کچھ انسان بیداری کے وقت یا سوتے ہوئے پڑھتا ہے وغیرہ۔ اور بعض روزوں کے ساتھ مخصوص ہیں چاہے رمضان کے ہوں یا اس کے علاوہ، جن میں سے افطار کے وقت کی دعاء، دعائے قنوت۔ اور ان تمام اذکار اور ادعیہ میں اللہ تعالی کی توحید کو توجہ وقصد میں اسے اکیلا قرار دے کر قائم کیا جاتا ہے۔

اسی لیے حدیث میں آیا ہے:

”ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ دَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ“[12]

(تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: روزے دار کی دعاء، مسافر کی دعاء اور مظلوم کی (بد) دعاء)۔

---

[12] الفتوحات الربانیۃ 4/338 میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: [في رواية] خليل بن مرة ودعوة المرء لنفسه ولم يذكر دعوة الوالد والخليل بن مرة ضعيف لا يوثق به إذا انفرد فكيف إذا خالف۔ اس کے علاوہ دیگر صحیح احادیث میں باپ کی دعاء اولاد کے لیے کا ذکر ہے۔

اس حدیث کی نص کے مطابق روزے دار کی دعاء قبول ہونے والی ہے۔اور ایک روزے دار اللہ تعالی سے اپنی دعاء کرتے ہوئے اسے دعاء کی عبادت جسے اس کے مستحق اللہ تعالی کے سوا کسی کے لیے ادا کرنا جائز نہیں میں یکتا گردانتا ہے اور اس کے لیے وحدانیت ثابت کرتا ہے۔

اتباع رسول ﷺ میں توحید کا مظہر

3-اسی طرح اس فضیلت والے مبارک مہینے رمضان میں توحید الہی کے مظاہر میں سے رسول اللہ ﷺ کی متابعت کرنا ہے، کیونکہ یہ بات بلاشبہ اللہ تعالی کی توحید میں شامل ہے کیونکہ اسی نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، بلکہ بعض اہل علم نے تو اتباع نبی ﷺ اور آپ ﷺ کو اس اتباع میں منفرد ماننے کو توحید کی اقسام میں سے بیان فرمایا ہے، جیسا کہ اس بات کو امام ابن القیم رحمہ اللہ وغیرہ اہل علم نے مقرر فرمایا ہے اور اسے "توحید المرسَل" کا نام دیا ہے، اور توحید کو دو اقسام میں تقسیم فرمایا ہے:

1-توحید مرسِل (رسول بھیجنے والے یعنی اللہ تعالی کا عبادت میں اکیلا ہونا)۔

2-توحید مرسَل (اور بھیجے گئے رسول یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع کیے جانے میں اکیلا ہونا)۔

اور رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی متابعت آپ ﷺ کی پیروی سے واضح ہوتی ہے کہ اس ماہ سے متعلق واجبات، سنن ومستحبات کو ادا کیا جائے۔

کیونکہ جب ہم توحید کی بات کرتے ہیں تو توحید کے ضمن میں جو بھی چیزیں توحید میں سے ہیں ان پر بھی کلام ہوتا ہے یا ان اعمال کو ادا کرنا جو توحید کے واجب کمال یا مستحب کمال میں سے ہیں۔

پس ان سنتوں میں سے جن کی ادائیگی کی ایک بندہ رمضان میں حرص کرتا ہے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں جیسے سحری کی حرص اور اس میں تاخیر کرنا، اور اس بات پر دلالت آپ ﷺ کا یہ فرمان کرتا ہے کہ:

"فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ"[13]

---

[13] صحیح مسلم 1099۔

(ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانے کا ہے)۔

اسی میں سے افطاری میں جلدی کرنا بھی ہے، اور رطب کھجور کھا کر افطاری کرنا، جیسا کہ سحری بھی تمر کھجور سے ہوتی ہے۔

اسی میں سے قرآن مجید اور عبادت کے معاملے میں سخت محنت کرنا خصوصاً اس کے آخری عشرے میں۔

روزوں میں گناہوں سے اجتناب بھی توحید کا مظہر ہے

4- پس یہ کچھ مختصر سے جملے تھے جو توحید کے مظاہر کے تعلق سے کلام کے سلسلے میں بیان ہوئے۔ اسی کو لے کر آپ کلام کو عام کرسکتے ہیں تمام واجب اطاعات پر، گناہوں کے ترک کرنے پر، کہ انسان اپنے روزے کی حفاظت کرے، اور اس فریضہ کو ادا کرے۔ کیونکہ بعض لوگ اپنے نفس کو بس اس بات کا پابند بنالیتے ہیں کہ وہ بھوک پیاس برداشت کرے مگر اس بات کی حرص نہیں رکھتے کہ وہ ان روزوں کے ذریعے اپنے گناہوں کی مغفرت کرواکر کامیاب ہوجائے، اور اللہ تعالی اس کا یہ روزہ قبول فرمائے۔ کیونکہ بلاشبہ روزے کی بہت ہی عجیب وغریب تاثیر ہوتی ہے جس سے بندہ اپنے اصلاح نفس اور شریعت الہی پر استقامت کا کام بخوبی لے سکتا ہے، اسی لیے امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’روزے کی ظاہری جوارح اور باطنی قوتوں کی حفاظت، اور انہیں ایسے فاسد مواد میں گھل مل جانے سے بچانے میں کہ جو اس پر حاوی آجائیں تو اسے بگاڑ کر رکھ دیں، کے تعلق سے بہت عجیب وغریب تاثیر ہوتی ہے، وہ اس ردی مواد کو نکال پھینکتا ہے جو اس کی صحت میں مانع ہو۔ پس روزہ دل اور جوارح کی صحت کا ضامن ہے، اور اسے وہ کچھ لوٹا دیتا ہے جو شہوات کے ہاتھوں نے اس سے چھینا ہوتا ہے‘‘ اھ۔

لہذا ایک بندے پر واجب ہے کہ وہ گناہوں کے بارے میں بچے کیونکہ وہ اس کی توحید میں نقص پیدا کرتے ہیں، اور اس کے ایمان میں بھی نقص کا سبب ہیں۔ اسی لیے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصَرُكَ وَلِسَانُكَ، عَنِ الْكَذِبِ وَالْمَآثِمِ، وَدَعْ أَذَى الْخَادِمِ، وَلْيَكُنْ عَلَيْكَ وَقَارٌ وَسَكِينَةٌ يَوْمَ صِيَامِكَ، وَلَا تَجْعَلْ يَوْمَ فِطْرِكَ وَيَوْمَ صِيَامِكَ سَوَاءً‘‘[14]

---

[14] مصنف ابن ابی شیبہ 8965، امام الحاکم ’’معرفۃ علوم الحدیث‘‘ 61 میں فرماتے ہیں: مرسل فإن سليمان بن موسى الأشدق لم يسمع من جابر ولم يره۔

(جب تم روزہ رکھو تو چاہیے کہ تمہارے کان، نگاہیں اور زبان بھی جھوٹ اور گناہ سے روزے میں ہوں، اور پڑوسی کو اذیت دینے سے باز رہو، اور تمہارے اوپر اپنے روزے والے دن کا وقار وسکینت ہونی چاہیے، اپنے بے روزے اور روزے والے دن کو ایک جیسا نہ بنادو)۔

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

”الْغِيبَةُ تَخْرِقُ الصَّوْمَ، وَالاسْتِغْفَارُ يُرَقِّعُهُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَجِيءَ غَدًا بِصَوْمِهِ مُرَقَّعًا فَلْيَفْعَلْ“[15]

(غیبت روزے کو پھاڑ دیتی ہے جبکہ استغفار اسے پیوند لگا دیتی ہے، تم میں سے جو کوئی اس کی طاقت رکھے کہ کل وہ پیوند لگے روزے ہی لے آئے تو ایسا ضرور کرے)۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ اس اثر پر تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ آپ کی کتاب ”لطائف المعارف“ میں ہے، فرمایا:

”ہمارے یہ روزے ہم سے نفع بخش تیاری چاہتے ہیں اور ایسا عمل صالح جو اس کی سفارش کر سکے، کتنا ہی ہم اپنے روزوں کو پھاڑ دیتے ہیں اپنے کلام کے تیر سے پھر اسے پیوند لگاتے پھرتے ہیں، کبھی تو وہ پھٹی ہوئی جگہ پیوند سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جو حقیقی روزہ چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے سر اور جو کچھ اس میں گردش کر رہا ہے اس کی حفاظت کرے، اپنے پیٹ اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس کی حفاظت کرے، موت اور فنا ہونے کو یاد رکھے، آخرت کی چاہتے رکھے اور دنیا کی زینتوں کو چھوڑ دے، تو پھر اس کی عید فطر اپنے رب سے ملاقات اور اس کے دیدار کی فرحت والے دن ہو گی“ اھ۔

پس ایک بندہ اس بات کی حرص رکھے کہ وہ اللہ تعالی کے لیے اپنی توحید کو ظاہر کرے ان باتوں پر عمل کر کے جس کا اس نے حکم دیا ہے کہ عبادت میں اس کو یکتا ماننا، واجبات ومستحبات کی ادائیگی، اور ہر اس چیز کو ترک کرنا جو اس عبادت میں نقص کا سبب ہو یا بالکلیہ ہی اس عبادت کو لے جائے۔

تلاوت قرآن اور توحید

5- اور وہ سب سے بڑی بات جس کی حرص اس مہینے میں کرنی چاہیے قرآن مجید کا معاملہ ہے کہ جس کی کوئی بھی آیت ہو وہ توحید الہی پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ اس بات کو علماء کرام جن میں سے امام ابن القیم رحمہ اللہ بھی ہیں نے ذکر فرمایا ہے۔ اور

[15] شعب الایمان للبیہقی 2434، قال البیہقی: اسنادہ ضعیف۔

قرآن کا اہتمام کرنے میں اس کی تلاوت کا، تفسیر کا، اس میں جو احکام واسرار موجودہیں ان کی معرفت کا اہتمام سب شامل ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید سیکھنے اور اس کی حرص کرنے کے معنی کے بیان میں فرماتے ہیں:

”اس میں اس کے حروف ومعانی سب کی تعلیم داخل ہے۔ بلکہ اس کے معانی کی تعلیم تو اس کے حروف کی تعلیم سے بھی اولین مقصود ہے۔ یہی تو ایمان میں اضافے کا سبب ہے۔ جیسا کہ سیدنا جندب بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ کا فرمان ہے:

[ہم نے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا، تو ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگیا، جبکہ تم لوگ پہلے قرآن سیکھتے ہو پھر ایمان سیکھتے ہو] [16]“ اھ۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”قرآن کی تعلیم سیکھنا اور سکھانے میں یہ باتیں شامل ہیں:

اس کے حروف کو سیکھنا اور سکھانا، اس کے معانی کو سیکھنا اور سکھانا، یہ دونوں اس کے علم اور تعلیم کی اشرف ترین اقسام ہیں، کیونکہ اصل مقصود تو معانی ہی ہیں“۔

لہذا صرف قرآن مجید کی محض تلاوت ہی کی حرص نہیں ہونی چاہیے، اگرچہ اس کے عظیم فضائل ہیں اور شرعی نصوص میں جانے پہچانے ہیں، بلکہ اس سے یہ بھی مقصود ہونا چاہیے کہ اس کی تفسیر پر اور آیات کے معانی پر نظر کی جائے، اسی طرح سے کتاب اللہ میں جو شرعی احکام آئے ہیں ان کی معرفت حاصل کی جائے۔

توحید اور تقویٰ

6-اسی طرح سے توحید سے متعلق ایک اہم ابت جس سے روزوں کے تعلق سے ایک بندے کو ضرور استفادہ کرنا چاہیے، اور ان میں سے جو سب سے بہترین استفادہ بندہ حاصل کرسکتا ہے وہ تقویٰ کا حصول ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اسی کے متعلق فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرۃ: 183)

(اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا (فرض کردیا) گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم تقویٰ

[16] التاریخ الکبیر للبخاری 2266 کے الفاظ ہیں: ”تَعَلَّمْنَا الإِيمَانَ قَبْلَ أَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ، ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ فَازْدَدْنَا بِهِ إِيمَانًا“۔

اختیار کرو)

تو یہ وسیلہ ہے اللہ تعالی کا تقویٰ حاصل کرنے کا۔ اور تقویٰ کی تعریف جیسا کہ معروف ہے امام طلق بن حبیب رحمہ اللہ کے قول سے کہ:

”تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت کرنا، اللہ تعالی کی جانب سے آئے نور کی روشنی میں، اللہ تعالی کے ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اور اللہ تعالی کی نافرمانی کو ترک کرنا، اللہ تعالی کی جانب سے آئے نور کی روشنی میں، اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے ہوئے“۔

چناچہ تقویٰ کا مطلب ہوا اطاعتوں پر عمل پیرا ہونا اور معاصی و گناہ سے اجتناب کرنا۔ اور تقویٰ کی چوٹی توحید الہی اور عبادت میں اسے اکیلا قرار دینے کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے ؟!

روزہ اور تزکیۂ نفس

7-اسی طرح عظیم مقاصد میں سے نفس کا تزکیہ بھی ہے، اللہ عزوجل کا نفس کے تعلق سے فرمان ہے:

﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا، وَقَدۡ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا﴾ (الشمس: 9-10)

(یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اسے پاک کر لیا، اور یقیناً وہ نامراد ہو گیا جس نے اسے خاک میں ملا دیا)

چناچہ یہ مہینے دیگر تمام مہینوں سے بڑھ کر نفس کا تزکیہ کرنے میں بندے کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ اس میں ماحول ایسا سازگار بنا دیا گیا ہوتا ہے کہ دل قرآن کریم کی جانب مائل ہوتے ہیں، نماز کو ان کے اوقات میں مسلمانوں کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی حرص ہوتی ہے، روزہ رکھنا جس سے شیطان کی راہیں تنگ ہو جاتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

”إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ“[17]

(بے شک شیطان انسان کے اندر خون کی مانند دوڑتا ہے)۔

---

[17] صحیح بخاری 3281، صحیح مسلم 2177۔

یہ وہ مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ صحیحین میں موجود حدیث میں ہے۔

توحید کی تینوں اقسام کا اپنی عبادات میں شعور پیدا کرنا

چناچہ ایک بندے کو یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کے حکم سے جس بھی عمل کی ادائیگی کرتا ہے جیسے عبادت کا اس کی شرائط وواجبات کے ساتھ ادا کرنا، اس پر وہ اللہ تعالی کی توحید کے ساتھ قائم ہوتا ہے، تو وہ توحید کی تینوں اقسام کے ساتھ اپنے اندر شعور پیدا کرے۔

اللہ تعالی کی ربوبیت میں توحید کہ بلاشبہ وہی خالق ہے، مدبر ہے، تصرف فرمانے والا ہے جس نے بندوں کو پیدا فرمایا، ان کے لیے ہدایت کے راستوں اور واجبات کی ادائیگی کے طریقوں کو آسان بنادیا، اور ان کے لیے وہ تمام اسباب مہیا فرمائے جس کے ذریعے وہ اللہ تعالی کی عبادت کو بجالاسکیں۔ اللہ تعالی نے اس کے اردگرد ایسی چیزیں پیدا فرمائیں جو اس کی معاون ہیں، بندے کی معاون ہیں کہ وہ عبادت کے کام کو انجام دے سکے۔ تو اس کا یہ ایمان ہے اللہ تعالی کی توحید ربوبیت پر۔

اسی طرح سے توحید اسماء وصفات کا شعور اپنی زندگی اور اس عظیم شعیرے یعنی روزے کی ادائیگی میں یوں پیدا کرے کہ وہ سبحانہ وتعالی الغفور ہے جس سے مغفرت طلب کی جاتی ہے، حکیم ہے جس کے لیے حکم اور حکمت بالغہ ہے ہر اس بات میں جو اس نے مقدر کی اور فیصلہ فرمایا، وہ سبحانہ وتعالی التواب ہے اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے توبہ قبول فرماتا ہے، وہ الجبار ہے جس کی بھرپور عظمت وقوت وقہر وغلبہ ہے۔ پس اس کے اسماء کو جانیں اور جن صفات پر وہ دلالت کرتے ہیں انہیں بھی، اور اللہ تعالی کا تقرب ان اسماء اور صفات کے تقاضوں کے ذریعے حاصل کیجئے۔

اسی طرح توحید الوہیت کا معاملہ ہے کہ عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو اس کے مستحق سبحانہ وتعالی کے سوا کسی کے لیے نہ ادا کیا جائے، وہی سبحانہ وتعالی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ﴾ (البقرۃ: 21)

(اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو)

وہ سبحانہ وتعالی تنہا ہی اس بات کا مستحق ہے کہ تمام عبادات اسی کے لیے بجالائی جائیں، جیسا کہ وہی اکیلا خالق ہے، کائنات

کی تدبیر اور تصرف کرنے والا ہے، تو اسی طرح ایک بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کو اپنے اقوال وافعال اور تمام امور عبادت میں اکیلا جانے۔

اور عبادت کی تعریف جیسا کہ معلوم ہے:

’’یہ ایک ایسا جامع اسم ہے جو ہر اس بات کو شامل ہے جسے اللہ تعالی پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے‘‘۔

پس ہر وہ بات جسے اللہ تعالی پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے خواہ اقوال ہوں یا افعال، ظاہری ہوں یا باطنی واجب ہے کہ ان میں اللہ تعالی کی توحید کو اپنایا جائے۔ اور کسی بھی عبادت کو غیر اللہ کے لیے نہ ادا کیا جائے کیونکہ وہی اکیلا سبحانہ وتعالی اس کا مستحق ہے۔ لہذا ایک بندہ اگر اسی باب میں کوتاہی کا شکار ہو تو وہ ایک عظیم ترین اور جلیل القدر باب میں کوتاہی کا شکار ہے۔ توحید کا اہتمام کرنا دراصل تمام نیکیوں سے بڑھ کر نیکی کا اہتمام کرنا ہے، جیسا کہ اس کی ضد کو چھوڑ دینا یعنی شرک کو اور اس سے بچنے کی خوب حرص کرنا دراصل تمام برائیوں سے بڑھ کر برائی سے بچنے کی حرص کرنا ہے۔ چناچہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر وشرک کرنے سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں، اور اللہ کی توحید، عبادت میں اسے اکیلا قرار دینے اور عبادت کی قبولیت کی دونوں عظیم شرطوں یعنی اللہ کے لیے اخلاص اور نبی کریم ﷺ کی متابعت کو پانے سے بڑھ کر کوئی احسن اور اچھی بات نہیں۔

یہ کچھ باتیں تھیں توحید کے تعلق سے اور اس کی بعض نشانیاں اس فضیلت والے مہینے میں۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ ہم سے اور آپ سے ہمارے نیک اعمال، صیام وقیام قبول فرمائے۔ اور ہمارے اور آپ کے گناہوں کو بخش دے۔ اور ہمارے اعمال میں سے خیر اعمال پر خاتمہ فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔